

رجب الاول سنہ ۱۸۵۵

علی حضرت زیدۃ العارفین جامع الشریعت والطریقۃ شیخ المشائخ مولانا محمد ذاکر صاحب
گوی نور اللہ زندہ جاری کیا گیا

ہستی و گدائی حضرت زیدۃ العارفین امام السالکین مخدوم العالم مولانا الحاج
رضیاء الملک والہدیین خواجہ محمد ضیاء الدین اداۃ اللہ علیہم زبیب
آرامی سند سیال شریف

علی اخلاقی و صوفیانہ مضامین کا

ماہواری رسالہ
شمس کو
السلام

دہرہ کی ڈاک کو سرگودھا پنجاب سے شائع ہوتا ہے
اڈیشہ

شیخ عبدالمعز واحد

چند سالانہ معاونین و رؤساء سے شائقین سے عطا طلبہ کا
چندہ ہمیشہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے بذریعہ پی پی آر یا وہ خرچ ہوتے ہیں

تیس سرگودھا لاکہ بنیاد میں باہتمام شیخ عبدالمعز واحدی پرنٹر و پبلشر چھپ کر
دہرہ سالہ شمس الاسلام سرگودھا سے شائع ہوا

اہم ضرورت پوری ہوگئی

شہر سرگودھا بلاک نمبر ۶ کچہری بازار کے چوک
میں اعلیٰ پائیدار اور عمدہ گھڑیوں کی اسلامی
دوکان کھل گئی ہے

مسلمانان ضلع کے لئے یہ نہایت مفید موقع
ہے اس دوکان پر ہر قسم کی گھڑیاں فروخت
اور مرمت ہوتی ہیں۔

ویٹ اینڈ واپچ کا تازہ مال منگوایا گیا ہے۔
شائقین کے لئے آزمائش کرنا ضروری ہے۔

الملمۃ

نیچر سولیس واپچ کمپنی سرگودھا کچہری بازار، ننکانہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالہ شمس الاسلام

جلد ۲ بابت رجب المرجب ۱۳۲۲ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۲۶ء نمبر ۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نام مضمون نگار
۱	شذرات	۲	ایڈیٹر
۲	حضرت امام محمد باقر امام پنجم	۸	ابو محمد مولانا امام الدین صاحب رام نگری
۳	فریاد مجبور سلطان الہند (نظم)	۹	مولانا معنی صاحب اجمیری
۴	تذکیر	۱۲	مولوی محمد حیات صاحب ساکن جمالی
۵	واع اگرزشتے خود بشدخت	۱۶	مولوی سلطان احمد صاحب خوشاب
۶	شکریہ معاونین	۲۳	(منیجر)
۷	خطاب بہ مسلم (پنجابی نظم)	۲۴	جناب غلام محمد حیات ساکن جموں
۸	خمسہ فارسی	۲۵	ار.س.م۔ اتمی حیدر آباد دکن
۹	رومن سوسائٹی کی حالت	۲۶	لالہ دھرم داس سوری
۱۰	ہندوؤں کا مذہبی فلسفہ	۳۰	لالہ آتنا رام ایم اے
۱۱	عوس مبارک سیال شریف	۳۲	(ایڈیٹر)
۱۲	ذکر حبیب	۳۵	()
۱۳	وفات حضرت تیاغ قطعہ تاریخ و وفات	۳۶	()
۱۴	طبی محربات	۳۸	()

شذرات

اللہ اللہ کبھی وہ بھی دن تھے کہ ملک ہند میں ہر طرف اتحاد و اشتراک عمل کا چرچا تھا۔ اپنے وطن و قوم کی فلاح و بہبودی میں حصہ لینے کے لئے ہر فرد بے قرار تھا۔ مگر آج انشقاق و انشقاق کا دیوتا پوری قوت سے کارفرما ہے۔ اور اگرچہ اسے یہی حالت رہی تو ۲۲ کروڑ کی آبادی کے برابر فرقہ وارانہ جماعتوں کا قیام کچھ بعید نہیں۔

ہر جماعت دوسری کو فتنہ پر وازی اور فساد کا الزام دے رہی ہے۔ روز کوئی نہ کوئی خبر کسی نئی جماعت کے قیام کی موصول ہوتی رہتی ہے۔ ہند کا سیاسی مطلق غبار آلود ہو چکا ہے۔ لیبرل فیڈریشن اور نیشنل کانگریس پہلے موجود تھیں۔ اب آزاد سوراچی۔ مہا ماسٹری۔ نمبران چورہ سبھا وغیرہ اپنی علیحدہ جماعتیں بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف سنگٹھن کی تحریک پر عمل کیا اور ایک مرکزی مجلس بنام ہندو مہا سبھا کی بنا ڈالی۔ مگر سناتن دہرم سبھا اور آریہ سماج کے باہمی اختلاف کا نقشہ وہاں بھی جم رہا ہے۔ لالہ لاجپت رائے صدر ہندو مہا سبھا کے خلاف پنجاب کی سناتن دہرم سبھاؤں نے شور مچا رہا ہے۔

مسلمان بلحاظ عقاید کئی گروہوں میں منقسم ہیں۔ شیعہ۔ قادریانی۔ جکڑاوی۔ نیچری۔ بخدی غرض اسی طرح کئی فرقے موجود ہیں۔ جنہیں باہمی اشتراک عمل مفقود ہے۔ مرکزی خلافت کمیٹی۔ جمعیت العلماء۔ مرکزی جمعیت تبلیغ مرکزی جمعیت تنظیم۔ آل انڈیا۔ مسلم لیگ۔ آل انڈیا۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ انجمن خدام الحرمین۔ مسلمانوں کی فائزگی کی دعوئے دار ہیں۔ ان میں بھی تقسیم کاریا اشتراک عمل موجود نہیں۔ بلکہ قومی کارکن باہمی تنازعات

معروف ہیں۔ خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔

مسلمانوں کی سب سے زیادہ منتظم جماعت مجلس خلافت تھی۔ جسکے ارکان اسوقت ایک دوسرے کے خلاف مصروف جنگ و جہل ہیں۔ سید الاصرار مولانا حسرت موہانی۔ سید حبیب مدیر سیاست۔ مولانا عبداللہ بنی ہر جرم و مغرور۔ مشیر حسین قدوائی۔ پیر غلام مجدد صاحب سندھی۔ مولانا نثار احمد صاحب کان پوری نے مجلس خلافت کی سعود نوازی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر کے انجمن خدام الحرمین کی بنیاد ڈالی۔ جسکے مقاصد میں حزیۃ العرب کو غیر مسلم اور سعودی و شریفی اثر سے نجات دلانا شامل ہے۔ مجلس خلافت نے اپنا مقصد حجازی جمہوریت السلام قرار دیا اور ابن سعود کو نجات دہندہ سمجھ کر مبارک باد دی اور مولوی ظفر علی خاں مالک زمیندار لاہور کی صدارت میں ایک وفد حجاز بھیجا گیا تاکہ وفد ابن سعود سے مشورہ کر کے موثر عالم اسلام کے انعقاد کا انتظام کرے کہا جاتا ہے کہ وفد کے صدر نے مجلس خلافت سے عذاری کا ثبوت دیا اور اسے سات کروڑ مسلمانوں کا نمائندہ بن کر ابن سعود کو شاہ حجاز بننے کی ترغیب دلائی۔ ابن سعود نے اپنے تمام اعلانات اعلیٰ کو پس و پشت ڈال کر اپنی شہنشاہیت کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے رئیس ملا خوار مولانا محمد علی مولانا شوکت علی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ سید مولانا ابوالکلام آزاد نے بحیثیت صدر مجلس خلافت وفد حجاز کو فوراً واپس چلے آنے کا تاہویہ مجلس کی ہدایت کی۔ کو اخبار زمیندار غیر مال اندیشانہ۔ عدم تدبیر و عزم اور خدا و علی خلافت کی بے اصولی کے ناموں سے یاد کر رہا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ ملک میں ایک شیخ ظفر علی خانی جماعت قائم ہو جائے اور اپنا نصب العین جماعت ابن سعود قرار دے اور مجلس خلافت و خدام الحرمین کو عذار ثابت کرنے کی کوشش

کرے۔ اللہم ارحم حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت مولانا قبلہ قیام الدین عبدالباری صاحب مرحوم علمائے فرنگی
 محل کے سرتاج اور علم و فضل و اثار میں یگانہ تھے، جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو
 حضرت محدوح مفلوج ہوئے اور اسی دن اپنے ملک عدم ہوئے ملک
 بھر میں ہر طرف صفت ماتم بچھ گئی اور ہر فرقہ ہر عقیدہ کے لوگوں نے آفتاب
 علم و عمل کے غروب ہونے پر رنج و الم کا اظہار کیا۔ قارئین کرام سے
 گزارش ہے کہ وہ مولانا مرحوم کی روح کو ایصالِ صواب کی غرض سے
 مجالس ختم منعقد کرائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس
 میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مشریف انڈریوز سے ہمارے ہندوستانی بھائی اچھی طرح واقف
 ہیں آپ لکھتے ہیں کہ دو اسلام نے جو نعمتیں مشرق و مغرب کو عطا کی ہیں
 ان میں خدا کی وحدانیت کا خیال ایک نعمت عظمیٰ تھا اور یہ نعمت انسانی
 تاریخ کے ایک نازک وقت میں نوع انسان کو ملی سنہ ۶ سے شروع
 تک کا زمانہ ایسا تھا کہ مشرق میں ہندوویت اور مغرب میں عیسائیت
 زیادہ تر دلی پرستی دیوتا پرستی بن گئی تھیں۔ اس نازک و تاریک
 ساعت میں اسلام نے اگر صداقت کا وہ نعرہ لگایا کہ چار دانگ عالم
 اس نعرہ سے گونج اٹھا اور گرتی ہوئی دنیا سنبھل گئی۔ عرب مشرق
 و مغرب کے درمیان واقع تھا لہذا اسلام کا مرکزی مقام اشاعت مشرق
 و مغرب میں تو از حق پوچھنے کے لئے نہایت موزوں و مناسب تھا
 اگر اسلام نے وحدانیت کی پرزور صدا اس وقت بلند نہ کی ہوتی تو
 کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زبردست خیال کہ خدا ایک ہے دنیا میں پامال نہ
 ہو سکتا تھا۔ اسلام نے اس صداقت کو جو عقائد دنیا میں یہ خیال (وحدانیت)

مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔ ایک انصاف پسند عیسائی مسٹر سی ایف ایٹڈ رپوز کے یہ جملے نہ صرف مسلمانوں کے یاد رکھنے کے قابل ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ دیگر مذاہب و مل کے لوگ بھی ان جملوں کو بغور مطالعہ کریں

پنجاب میں عیسائیوں کی تعداد ۱۹۶۱ء میں ۳۴ ہزار تھی اب ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق ان کی آبادی ۳۲ لاکھ ۳۲ ہزار ہے۔ ۱۹۸۱ء میں آسام میں صرف سات ہزار عیسائی تھے اب ایک لاکھ ۳۲ ہزار ہیں صرف اضلاع لاہور، سیالکوٹ، گورداسپور، لائل پور میں دو لاکھ کے قریب عیسائی ہیں۔ کل ہندوستان میں ویسی عیسائیوں کی آبادی ۶۰ لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ عیسائی صوبہ مدناس و ریاست ٹراونکور میں ہیں یہ سب لوگ جو آج عیسائی ہیں ہندو تھے یا مسلمان تھے اور ان کا کثیر حصہ اچھوت ذاتوں پر مشتمل تھا

عیسائیوں کے بعد مذہبی سرگرمی جس قوم میں ہندوستان کی دوسری قوموں سے بہت زیادہ ہے وہ سماجی فرقہ ہے۔ جس نے کچھ عرصہ سے باقاعدہ شدھی کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اور جس نے مختلف ذرائع سے یو۔ پی کے تین چار لاکھ مسلمان ملک انہماچوتوں میں سے بقول خود پندرہ بیس ہزار کو متدکر لیا ہے۔ اور پنجاب و ہندوستان کے متفرق مقامات پر بھی بغض نو مسلموں پر اثر ڈال رہا ہے۔ علاوہ انہماچوت ذاتوں میں سے میگھ چمار ڈوم وغیرہ اقوام پر بھی اس فرقہ کا خاص اثر ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست جموں میں سے ۳۵ ہزار اچھوت آریہ بنائے جا چکے ہیں۔ بالا بار اور جنوبی ہند میں سماجی چارک شدھی کا کام مذہبی سے کر رہے ہیں۔ پنجاب کے اضلاع کانگڑہ

ہو شیار پور۔ گورداسپور اور ریاست جہوں میں دیامتد دولت۔ ادھار
منڈل کی طرف سے اٹھارہ پرچارک چھوٹے ذاتوں اور مسلمانوں کو آریہ
بنانے میں مصروف ہیں۔ ان کے لئے صنعتی معرسی سکول کھولتے ہیں
ان کو وظائف اور نقد امداد دیتے ہیں۔ ان کے لئے شفا خانے اور۔۔
لائبریریاں قائم کرتے اور باہمی امداد، اتحادی کمیٹیاں بناتے ہیں
اور ان کاموں کو مستقل بنانے کے لئے منڈل نے اب ایک لاکھ روپیہ
کا اپیل کیا ہے جس کو یہ احساس پذیر متمول قوم بہت جلد پورا کر لیگی

افریقہ میں اسلام کو حیرت انگیز ترقی ہو رہی ہے۔ ہر چند عیسائیوں
نے وہاں چوپہ چپہ پر جاں بھیائے ہوئے ہیں۔ لیکن اسلام کی سادہ تعلیم
خود بخود افریقی لوگوں کو متحرک کر رہی ہے۔ اسلام کی اس بڑھتی ہوئی مد
کو دیکھ کر پادریوں نے قدین اور جہانگیر میں ایک کانفرنس منعقد کی
اور اپنی ناکامیوں اور کچی تعلیم کی خامیوں کا بہت کچھ رونا روتے رہے
ان کو زیادہ فکر اس لئے ہوا ہے کہ کیرپ کالونی میں پورچیس لوکیاں
بھی کافی تعداد میں مسلمان ہو رہی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں اس وقت نو
سکوں کی تعداد پانچ کروڑ نو لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ میں خلون
فی دین اللہ افواج کی یہ عملی تفسیر کاغذ بندوستان میں بھی اپنا
اثر دکھا سکا اور یہ کچھ دشوار نہیں ہے۔ بشرطیکہ مسلمان خود مسلمان ہو
جائیں اور اسلام کی حقیقی خدمت پر مایل ہوں۔

اگر کوئی قوم جہاں یہ اقوام کے حقوق کو نگہداشت رکھتے ہوئے اپنی
اصلاح کے لئے کوشش کرے۔ اس لئے مشرک افراد میں اتحاد و یکجہتی
پیدا کرے اور ان کی روحانی و مادی ترقی کے لئے ساری کوششیں کرے۔

ہمارے خیال میں یہ کچھ معیوب بات نہیں اور نہ کسی دوسری قوم کو یہ حق پہنچتا ہو کہ وہ اس قسم کی اصلاحات پر اعتراض کرے۔ مگر جب ایک قوم اپنے منتشر اجزاء کو اس لئے اکٹھا کر رہی ہو کہ اپنی منظم و متفقہ کوشش سے دوسری قوم کو نقصان پہنچائے تو پھر اس قوم کے رویہ پر جس قدر بھی اظہار نفرت کیا جائے کم ہے۔ گو شروع شروع میں اس بات کا پتہ لگانا ذرا مشکل ہے کہ اس قسم کی تحریکوں کا اصل مقصد کیا ہے۔ کیونکہ شروع سے یہی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس تحریک کی غرض و غایت صرف اندرونی اصلاح و تنظیم ہے۔ کسی سہما یہ قوم کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہے۔ مگر اب واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ محض لمحہ سازی ہے۔ کیا یہی حال ہندو سنگھوں کا نہیں ہے جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان دشمنی و عداوت کی ایک وسیع خلیج حائل کر کے ملک کی سیاسی فضا کو ایسا غبار آلودہ کر دیا ہے۔ کہ ایک عرصہ تک مطلع صاف ہوتا نظر نہیں آتا۔

مسلمان جو دنیا میں پیغام حق پونچانے کے لئے آیا ہے۔ اپنے فریض سے قطعاً غافل ہے۔ ہمارے مولوی اور واعظ اور پیر کفر سازی کی ٹکسال میں نئے نئے سکے بنانے میں بہمک ہیں۔ ہمارے قومی اخبار بجد پرستی و قبہ پرستی کے طعن و تشنیع دینے کے سوا اور کسی مضمون پر لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ تبلیغ کا کام کس زور شور سے اٹھا تھا۔ لیکن کتنی جلدی آپس کے تفاق و حسد کی وجہ سے رہ گیا۔ چندے اور قوموں میں بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کیا ان کا حشر بھی اسلامی چندوں کی طرح ہوتا ہے۔ افسوس ہے ہمارے ہاں دوکانداری زیادہ ہے۔ غلو صں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہزار ہا مسلمانوں کو سما جیوں نے ہم سے چھین لیا۔ لیکن ہم تبلیغ و اشاعت کو ایک طرف

ان کی حفاظت کا انتظام بھی نہیں کر سکتے۔ کیا عیسائیوں اور سماجیوں کے
مغدر بہ جلا حقائق ہمارے لئے کچھ بصیرت کا سبق ہو سکتے ہیں؟

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ

امام نجم ازائمہ اثنا عشریؑ

نام مبارک حضرت محمدؐ کنیت ابو جعفر۔ لقب باقر۔ سلسلہ نسب یہ ہے
حضرت محمد بن حضرت علی (امام زین العابدین ابن حضرت حسین بن حضرت
مولا علی رضی اللہ عنہم۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ ۵۰ھ میں جمعہ کے روز پہلی رجب کو امام عبد اللہ
بنت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بطن مبارک سے مدینہ طیبہ میں
پیدا ہوئے۔

ال امام کہ باقرش نام است ہادی خاص و مرشد عام است
سال مولوداں سعید و رشید عقل باشد نشاط گفت مجید

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جابر بن عبد اللہ
انصاری کے پاس گیا۔ وہ مکتوف البصر تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں
نے جواب دیا۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا محمد بن علی
بن حسین۔ کہا نزدیک آئیے۔ میں ان کے قریب گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ
چوما اور جاکہ میرے پاؤں چومیں تو میں علیحدہ ہٹ گیا۔ انہوں نے کہا
کہ رسول اللہؐ آپ کو سلام بھیجتے ہیں۔ میں نے کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔

باقی آئندہ

باسمہ سبحانہ

فریادِ محضو سلطان الہند نواز مرقدہ

(اشر مولانا معنی اجمیری)

آج ہر چشت کے دربار میں لاکھوں کا ہجوم ہے
کونئی نگین ہے کوئی ناز ہے کوئی ہنوم
دہر میں چار طرف ہے یہی چہ چاہی ہو
قبلہ خلقِ شیعہ ہند کی سرکار ہے آج
درد مندوں کی جماعت سہر دربار ہو آج

غیر حالت ہے ہر ایک قلب تمنائی کی
نہ تڑپنے کی ہے طاقت نہ شکیبائی کی
ہاں اب امید ہو کچھ حوصلہ افزائی کی
آج آقا سے غلاموں کی گذارش ہو گی
التجائے کرم و لطف و نوازش ہو گی

تیرے در سے کوئی ناکام نہیں جاتا ہے
اک زمانہ ہے کہ مولا تیرے گن گاتا ہے
تیری سرکار سخی اور تو سخی داتا ہے
تیرے دروازہ پہ آئے ہیں بھکاری مولا

جھولیاں آج تو بھر جائیں ہماری مولا
تو وہ ہے جسکی سخاوت ہر جہان میں شہور
سبز ہو جائے گا ہر نخل مراد آج غور
جو بلایا ہے تو دینا ہے مگر کچھ منظور

تیرے در سے نہ پھر کوئی سوا لی خالی
تو نے پھیرا نہ کوئی کاس خالی خالی

طالب زر ہیں نہ دولت کے تمنائی ہیں
نہ کسی کا گل پر پیچ کے سودائی ہیں
نہ کسی عارض روشن کے ترائی ہیں
ہاں مگر دولت اسلام کے شہدائی ہیں

سخت ناچار ہیں امداد طلب کرتے ہیں
 بہت اے علی جان بخشی کہ اب مرتے ہیں
 ساری دنیا میں پھرے کر چکے در و در فریاد
 تیری سرکار میں آئے ہیں اب لیکر فریاد
 آج کل ہم سوچے برگشتہ مقدر فریاد
 نائب ختم رسل والی سحر فریاد
 ہائے دنیا میں رہا کوئی نہ غمخوار اپنا
 کس سے اب جا کے کہیں حال دل ماز اپنا
 آج اسلام پر نرف ہے ستمگاروں کا
 اہل توحید پہ دھاوا ہے ستمگاروں کا
 دین و ایمان پہ حملہ ہے ستمگاروں کا
 نہ رہیں ہم یہی نشان ہے ستمگاروں کا
 نیرات بیضنا ہے کہن میں افسوس
 خاک اڑتی ہے شریعت کی چین میں فوس
 ہائے ہوشمن دیں برسر پرکار ہے آج
 ستم یکجا دہر ایک مرد جفا کار ہے آج
 سینہ پر داغ جگر چاک دل افکار ہے آج
 کس سے اب چاہیں مدد کون مددگار ہے آج
 کس کے دروازہ پہ جائیں یہ غلامان قدیم
 اے کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم
 کر رہے ہیں ستم ایجا دہزاروں سامان
 چاہتے ہیں کہ ہمارا نہ رہے نام و نشان
 یعنی تعمیر مناد رہوں مساجد ویراں
 تجھ پہ ظاہر ہے جو حالت ہو عیاں راچہ بیاں
 کیا کریں بے سرو سامان ہیں مجبور ہیں ہم
 وائے تقدیر کہ منزل سے بہت دور ہیں ہم
 نزعہ کفر میں ہے دین الہی مولا
 نور اسلام پہ چھائی ہے سیاہی مولا
 دیکھی ان آنکھوں سے خود اپنی تباہی مولا
 اب تو اسلام کا حافظ ہے خدا ہی مولا
 خواجہ بر خیز کہ ہنگامہ محشر بر خاست
 درجہ شہر و شہرے جان پیہر بر خاست
 مسلم زار کی حالت کھی ایسی تو نہ تھی
 اسلام کی شہرت کھی ایسی تو نہ تھی

آج ہے پیش جو صورت کبھی ایسی تو نہ تھی واقعہ یہ ہے مصیبت کبھی ایسی تو نہ تھی

دین اسلام بہ ایسی نہ پڑی تھی مشکل

کوئی مشکل کبھی اتنی نہ کڑی تھی مشکل

اغنیاء ہیں تو ہیں مصروف نشاط و عشرت انہیں ملتی نہیں آرام سے اپنے فرصت

دین کے کام نہ آئی کبھی ان کی دولت نہ انہیں پاس خدا ہے اور نہ پاس ملت

انکے دروازہ پہ جب جا کے صدا میتے ہیں

ایسے غافل ہیں کہ کروٹ بھی نہیں لیتے ہیں

اور وہ لوگ جو دولت نہیں رکھتے کچھ پاس ان کو ایک لمحہ کی مہلت نہیں دیتا افلاس

نظر آتی ہے انہیں چار طرف تیس ہی تیس کون ایسا ہے بڑھلے جو غریبوں کو اس

سینے صد جاگ میں ٹوٹے ٹوٹے دل رکھتے ہیں

رات دن چاشنی درد و کرب چکھتے ہیں

ہاں یہ سچ ہے کہ خطا دار و گنہگار ہیں ہم ہم نے وہ کام کئے کہ سید کا ہیں ہم

بندۂ حرص ہیں شامت میں گرفتار ہیں ہم مگر اب تیری عنایت کے طلبگار ہیں ہم

ہے تیرا لطف و کرم عام زمانے کے لئے

آئے ہیں قصہ غم ہم بھی سنانے کے لئے

یا معین رحمت عالم کی رسالت کیلئے یا معین چاروں صحابہ کی خلافت کیلئے

یا معین آل محمد کی کرامت کے لئے یا معین خواجہ عثمان کی ولایت کے لئے

چشم رحمت کا فقط ایک اشارہ ہو جائے

ڈوبتے کے لئے تنگے کا سہارا ہو جائے

مفت جو صاحب رسالہ شمس الاسلام کے لئے ایک خریدار دینگے۔ ان کی خدمت

میں ایک آنہ کے ٹکٹ برائے تحفہ لڑاک آئے پر رسالہ سارع الابرار مفت ارسال

ہو گا۔ المشتر۔ نیچر رسالہ شمس الاسلام سرگودھا

تذکیر

(از مولوی محمد حیات حسینی فاضل ساکن جالی)

فلکس مدخان الذی کسب تنفع المومنین

تعصب

ملک اس وقت عجیب کشمکش کی حالت سے گزر رہا ہے۔ اور اس قدر بیجا
 عداوت کا شعور انگیز طوفان امڈ رہا ہے باطوفان کی اندھا دھند لہریں فقہاء
 آسمانی تک ٹکرا رہی ہیں۔ خدا معلوم! یہ حسرت ناک نظارہ کب تک قائم
 رہے گا۔ بند و مسلم سوائے بجائے خود رہا۔ خود مسلمانوں کی آپس میں کیسی فوس
 غالب نوک جھوک ہو رہی ہے۔ کیا یہ غضب نہیں! کہ خود مسلمان دوسرے
 مسلمانوں کو "کفر" و "الحاد" کے القاب دے رہا ہے اور اس سے زیادہ
 بد مذاتی کی صریح مثال کو لسی ہوگی۔ کہ مقتدر اسلامی پرچے "ذاتیات"
 کا جلوہ گاہ بن رہے ہیں۔ یہ طول طویل داستانیں کسی لمبی تقریر سے
 تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ بھلا! کوئی بتائے! کہ ان مباحث و مناظر
 سے کیا حاصل؟

خلافت و بادشہ خیر کی یاد ابھی دلوں میں تازہ ہے۔ کہ جب ہندوستان
 کی سب سے بڑی دو قومیں متحد و متفق نظر آتی تھیں۔ اور ایک دوسرے سے
 خون مانہ برتاؤ رکھتی تھیں۔ اب وہ باتیں سب وجم و گمان ہو گئیں۔ اور
 ہندوستانی متحدہ قومیت کی تصویر ایسی بد نما کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ جیسی فی
 زمانہ ہے۔ کیا؟ کوئی اس وقت کے جہد و مواثیق پر نظر اعتماد رکھتے ہوئے
 کہنے میں حق بجانب ہے۔ کہ ہندوستان قوم کی وہ امیدیں کیا ہوئیں؟
 قطع نظر ان سب امور سے خاص طور پر مسلمانوں کی حالت جو ہندوستان
 کا راز اور راز ہے۔ کہ اس سے خواہ وہ دینی ہوں خواہ دنیاوی۔ انجیلی ہو خواہ

معاشرتی، کسی طرح سے "قابل اطمینان" نہیں کہی جاسکتی۔ اہل بصیرت اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ اور جو کچھ اس خرابی کا نتیجہ ہوگا۔ اس کا منظر بہت ہی افسوس کے قابل ہے۔ اور وہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ نسلیوں تک اس کا زہریلا اثر قائم رہ کر یہ بادی اور تباہی کا موجب ہوگا۔ فاعذہم
یا ولی الابصار

ہندوستان اور اس کے صوبہ جات میں تقریباً یکساں طور پر قصبات کو چھوڑ کر مضافات بکثرت نہایت ہی بدتر حالت میں ہیں۔ وہ انسانیت کے ابتدائی مراحل میں تو کجا، بعض افراد میں ایسے اعمال قبیحہ و رسومات عدم وراثت چلے آ رہے ہیں۔ جو سراسر خلاف اسلام اور تعلیم اسلام ہیں۔ نامعلوم یہ کن طریق سے مسلمانوں میں رواج پا گئے۔ اسباب دخلی و خارجی کی تشخیص قوم کا فرض اولین ہے۔ پنجاب کے جنوبی اضلاع میں بہت خرابی پھیلی ہوئی ہے۔ چند ایک عینی شہادتیں آپ کے پیش نظر میں (۱) ایک محترم نے بیان کیا کہ وہ گزشتہ ماہ میں ضلع میانوالی کے علاقہ جنوبی کے قریبات میں سے گزرے۔ سترہ مواضعات میں نہ تو کہیں اذان ملی اور نہ ہی نماز باجماعت تھی۔ حالانکہ آبادی کا حصہ کثیر مسلمان ہی ہیں آخر بہت فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں ایک گاؤں میں نماز باجماعت ادا کرنے کا موقع ملا (۲) ابھی ایک ہفتہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک گاؤں کے امام مسجد نماز جمعہ پڑھے۔ جن کی زبان فی معلوم ہوا۔ کہ جس گاؤں کے وہ امام ہیں۔ وہاں کی آبادی محض اسلامی ہے۔ اور مردم شماری چارپانچ صد نفر کی ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمازی وہاں جب کبھی ہوں۔ چار سے متجاوز نہیں ہوتے (۳) شادی غمی کے رسوم جن جاہلانہ طریقوں سے سرانجام ہوتے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا بہت بہتر معلوم ہوتا ہے (۴) غیر محرم سے عورتوں کا پردہ کرنا تو درکنار جس بے حیائی سے کھلے بندوں چلتا، پھرتا۔ دوسرے

دیہات میں اکیلا دیکھا جا کر سودا سلف خریدنا۔ مردوں کا ایسے امور میں لا پرواہی بلکہ خود محرک ہونا غضب نہیں تو کیا ہے (۵) مشرکانہ رسوم کی کثرت اس قدر ہے کہ شافعیانہ کوئی گاؤں اس سے بچا ہوا ہوتا (۶) مقروض ہونا جن لوگوں میں باعث فخر سمجھا جاتا ہو۔ ان کے ازلی بدبخت ہونے میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے (۷) تعلیم سے نفرت جس قوم میں سما جائے اس کی قسمت کا پاسا خدا سے تقدیر پلئے تو پلئے۔ ورنہ محال ہے (۸) جو لوگ توحید، رسالت کو نہیں سمجھتے، اسلام کے نام سے بھی ناواقف ہیں نماز کجا اور روزہ کجا حلال کیا ہے اور حرام کیا۔ جس ڈربے سے نکلے وہیں مرے۔ شریعت کا کیا احترام اور مسلمانوں کے نفع و ضرر سے انہیں کیا کام۔ اولئذ کالہ لغام بل ہما ضل سبیلا

(۱۴)

پنجاب کے دیہات میں یہ خصوصیت نہیں۔ بلکہ یہ بابا بوجہ جہا لیت اور عدم واقفیت اصول و تعلیم اسلام ہندوستان کے دوسرے صوبہ جات میں بھی عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ تنظیم، اصلاح، اشاعت، تبلیغ غرض کوئی نام رکھا جائے۔ یا نہ رکھا جائے۔ اس وقت محض کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ بھی محض حسبہ نہ رضائے حق کے لئے کسی دنیاوی شعبہ کو اس میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ محض مذہبی اور دینی کام ہے کیا؟ مسلمان من حدیث القوم اس بات کے ذمہ دار نہیں۔ کہ ان کے بھائی ایسی کمینہ زندگی میں بسر کر رہے ہوں اور وہ ان کے متعلق غور و پرداخت نہ کریں۔ بھلا ایسے برائے نام مسلمانوں سے دوسرے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ جب کہ ان کا وجود محض اپنے لئے ہی معطل اور بے کار ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت ادب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان اپنے

امکان بھر مندرجہ ذیل امور میں سعی ہو اور اس میں رضائے حق کا طالب رہے۔

(۱) نماز کی پابندی اپنے اور اپنے کنبے پر توسی۔ اہل گاؤں۔ رشتہ (۲) اصلاح رسوم و اواروں پر ضروری فرض جانے اور امکان بھر اسکی تاکید میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہو۔ محلہ والوں کو ضروری مسائل سے آگاہ کیا کرے۔ کبھی کبھی آن سے نماز اور اس کے تعلقات متاثر کرے غیر شرع امور سے قطعی پرہیز۔ جہاں تک امکان ہو۔ فضول رسوم کو قطعی روک دینا چاہئے۔

(۳) گاؤں کے مساجد و امام۔ گاؤں کے امام۔ گو اہل قریہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ لیکن وہ دین سے قطعی بے سمجھ ہوں تو گاؤں کا امام بھی خود مٹی خود قاضی۔ لیکن خدا را وہ اپنے فرض کو نہ بھولے۔ اور انہیں اپنے مقدور بھر راہ راست پر لائے اور خواب غفلت سے جگاسنے کی کوشش کرے اگر گاؤں والے دیندار اور پابند اسلام تو مساجد بھی آباد اور امام کی بھی عزت و تعظیم کریں گے ورنہ خیر!

(۴) نکاح یا لغوان۔ سب سے ضروری و اہم ہے۔ جس قدر عجلت میں سر انجام ہوں کریں۔ تاخیر میں گناہ ہے۔

(۵) فیصل منازعات۔ پنچایت یا شرعی ثالث کا انعقاد جو فیصل مقدمات بذریعہ پنچایت شرعی یا برادری کا اہل ہو۔ غایت لازم۔

(۶) باہمی امداد کے طریقے جو آسان اور سادہ اصولوں پر قائم کئے جائیں (۷) ایک مکتب کا قیام خواہ ویسی ہو خواہ سرکاری۔ جیسی آسانی ہو۔ ویسا ہی مکتب کا قیام ضروری ہے۔

(۸) سربراہ اورہ اشخاص جو مدبرہ کی معاون ہو اور علمائے کرام کی صحیح کی ایک مسلم پیر اور مہی دینی ہدایتوں کو سبر و چشم قبول کرے پیران طریقت

جن سے ان لوگوں کو سچی ارادت اور عقیدت حاصل ہو۔ ان کے اُشاد کے مطابق مذہبی امور کے انصرام کا خاطر خواہ انتظام ہو سکتا ہے۔ اور جہالت کی رسوم ان کے انفس قدسیہ کی برکت سے ایک تلم کا فور ہو جائیگی اندرین بارہ ان سے درخواست کی جائے۔ اسی امر کو مد نظر رکھ کر نیا زمند نے حضور پُر نور قبلہ عالم سیدی حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف زوالہ مجدہم و افاصل علینا برکاتہم و عالمیان کی خدمت میں ایک درخواست بنصر من العفا و مجلس ”ضیاء الاسلام“ پیش کی تھی جس پر حضور نے نہایت درہ نوازی سے اظہار پسندیدگی فرمایا تھا (غالباً بدیر شمس الاسلام سرگودھا آستان مبارک سے اصل تجویز کو حاصل کر کے چھاپیں گے جس میں ایک سرسری لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے)

جہاں تک امکان ہو۔ باہمی اتفاق و اتحاد کو از بس غنیت جانیں اور افتراق و مخالفت سے اجتناب اختیار کریں کہ دینا و آخرت کی خوبیوں کا سرچشمہ اتفاق ہے۔ اور برکات و الطاف الہی کا مخزن۔

ہذا فلذلک فمن شاء ذکرہ

(۴۱)

سب سے ضروری بات جس کے ماتحت مندرجہ بالا تدبیریں کارگر ہو سکتی ہیں کہ مسلمان اپنا ”امام“ قائم کریں جو محض رضائے اللہ کا کام کرے اور دنیا و مافیہا سے پاک صاف ہو یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ قانونی پہچانتوں میں اس کے متعلق دفعات ایذا کی جائیں۔ اور تقسیم ترکہ کے متعلق شرعی حصص وراثت مقرر ہوں۔ یہ امور چنداں مشکل نہیں مسلمانوں کے نمائندے جو کونسل میں کام کر رہے ہیں۔ پوری جدوجہد سے کام لیں تو انشاء اللہ سرکار کو بھی ان مناسب عرصہ اشتیاق پر غور کرنے اور ماننے میں تامل نہ ہوگا جو مسلمان شرعی احکام ماننے سے حیل و حجت

کرے۔ کیا وہ حقیقی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جب اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو پھر کب تک مسلمان اپنے خدا اور رسول کے ارشادات کو پس پشت کر کے سعادت داریں سے محروم و بے نصیب رہیں گے بہت کریں بہت کرنے والوں کا خدا حامی ہے۔

ذالک ذکر ہی للذاکسین

زاع اگر شتہ خود و شتاخو

پھر برب از رخ و غم بکداختہ

نامہ نگار و مصلح عالم نے جو حقیقت اپنی بحر و می سے ”مسلح“ ہے ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کا دم بھرتے ہوئے طعن کیا ہے۔ کہ ال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتے۔ اس لئے نامہ نگار کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ ذرا تعصب کی پیٹی اٹکھوں سے انکار کر نظر انصاف سے دیکھو کہ حقیقی معنوں میں اہل بیت کا کون حامی ہے۔ ولھما عین لایبصرون بہا و لھما اذان لایسمعون بہا۔ شاید نامہ نگار نے اپنے اسلاف کی تاریخ نہیں دیکھی جن کے دست ظلم سے ال بیت کو مصائب و الالم کا سامنا ہوا۔ میں روز روشن اور نیرور خشاں سے واضح تر کروں گا کہ وہ شیخان علی وہ سلف جن کے آپ خلف ہیں ابھی تھے جنہوں نے اہل بیت کو گھر بلا کر بے وفائی کی اور آپ کی طرح منہ سے دعوے محبت کرتے رہے مگر میدان عمل میں ساتھ نہ دیا۔ مگر پہلے اہل بیت کے معنی بتاؤں۔

اہل بیت کے معنی۔ اہل بیت کے معنی سمجھنے کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید کو ہی لیتے ہیں۔ چونکہ اس کا دعوئے ہے۔ نبیاننا لکل شیء ترجمہ برابر کرنا ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ اس

کتاب میں شک و شبہ کو ہرگز دخل نہیں "ذکر حکیم" "تشفاء لما فی الصلہ"
 "حکمتہ بالفتہ" تاکہ معنی سمجھنے کے بعد معلوم ہو سکے حامی کو ان سے اور مدعی
 کو ان سے مکر و تراخی سے مام لینا قرآن کا نام سنگ مر مر بصدق "کاسمہ جس" مستحق
 فریت من قسورہ "بھاگ نہ جاویں چونکہ آپ لوگ کا قاعدہ ہے جہاں
 قرآن کا نام آیا "لن لؤ من جہنم القتلان کہہ کر نفروا ہوئے اور دریدہ
 دہنی سے عثمانی صحیفہ کہ دیا اور یہ نہ جانا کہ اپنا علوی قرآن بھی کھو بیٹھے
 جو کہ مزعومہ مہدی لے بھاگے اس پر عمل کرنے سے رعبہ اس کو یوں
 ترک کر دیا نہ اوھر کے رہے نہ اوھر کے رہے۔ سنئے صاحب۔

۱۱) التعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبکاتہ علیکم اہل البیت (۲) فلما قضی
 موسیٰ الاحل وسار باہلہ النس من جانب الطور نارا قال لاہلہ
 امکشوا انی انست نارا العلی انیکم (۳) فلما کان جواب قومہ الا ان
 قالوا اخرجوا ال لوط من قسرتیکم انہما ناس یتطہرون فانتجیثہ
 و اہلہ الا امکرتہ قدرناہما من الغابیین (۴) اذ نجیثکم من ال
 فرعون لیسو منکم سوء العذاب (۵) اعز قنا ال فرعون وانتم
 تنظرون (۶) ال موسیٰ وال ہارون (۷) انما یرید اللہ لیلہب
 عنکم السرجس اہل البیت و تطہروکم تطہیرا و غیر ذلک بہت سی آیات
 بینات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ فیمن بعض جگہ لفظ آل اور بعض جگہ
 اہل استعمال کیا گیا ہے۔ اور درحقیقت آل اہل ہے چونکہ اسکی تصغیر اہل
 آتی ہے جو کہ بقاعدہ صرف تصغیر کے وقت کلمہ کو اپنے اصل پر لایا جاتا
 ہے اب دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ آل یا اہل کن افراد کے لئے
 استعمال فرمایا۔ آیت نمبر اول سے ایما ہم علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی بیوی مخاطب ہے ماعدہ آیت نمبر دو سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بیوی مراد ہیں اسی لئے امراتہ کو مستثنیٰ منہ کی جنسیت کی وجہ سے مستثنیٰ کیا
 گیا۔ آیت نمبر ۴۵ سے صداوت اتباع فرعون مراد ہیں۔ چونکہ نبی اسرار
 کے عذاب کے لئے خدام مقرر تھے نہ کہ اسکی اولاد اور غرق بھی فرعون
 کا لشکر ہوا تھا نہ صرف اولاد آیت نمبر ۱۶ اور واضح کرتی چونکہ موسیٰ علیہ
 السلام کی نسبت تھی ہی نہیں۔ اسی طرح آیت تطہیر میں آل سے مراد
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ہمہ اتباع اصحابہ
 کرام تابعین تبع تابعین ہیں الی یوم القیامہ جو لوگ اتباع کرینگے
 آل کا لفظ ان پر عاید ہوگا چنانچہ صاحب قاموس نے شرح لفظ آل
 و اہل میں لکھا ہے۔ آل اللہ و آل رسولہ اولیاء و اتباعہ یہی وجہ ہے
 کہ صوفیائے کرام کو اہل اللہ کہا جاتا ہے قرآن میں اس کی تائید ہر جگہ
 موجود۔ ان آیات سے واضح اور روشن ہوا کہ تمام امت رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بحسب مدارج اتباع آل ہے اور قرآنی اصلاح
 میں شرعی اصطلاح میں آل کی خصوصیت نسب کے ساتھ نہیں ہے
 جس کی بین دلیل اللہ تعالیٰ کا نوح علیہ السلام کو صافات جواب دیدینا
 ہے۔ لیس من اہلک اند عمل غیر صالح عمل غیر صالح اور عدم اتباع نے
 اہلبیت کو قطع کرویا نسب کا لحاظ برکثر نہ رکھا۔ اگر نسب سے اہلبیت ثابت
 ہوتی تو ابو جہل ابو لہب نیرید وغیرہ ابراہیم کی نسب نہ تھے۔ تمام مسلمان اپنی
 نمازوں میں دعائیں مانگتے ہیں۔ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما
 صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کیا وہ اولاد ابراہیم کی
 جن کے افراد مذکورہ صدر ہیں مشبہ بہ بن سکتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ تمام
 افراد آل ابراہیم ہیں جنہوں نے ابراہیم کی اتباع کی جیسا ہی طرح رسول
 اللہ کے اتباع آل میں نسب کی خصوصیت نہیں ہے
 عیب باشد چشم نابینا و با عزا وشت باشد روئے ناز بیا و ناز

جو افراد اتباع حضور علیہ السلام سے کوسوں دور ہوں اور فہرست نسب میں
 میں منسلک ہونیکا دعوائے کریں وہ آل کہلانے کے حق دار نہیں البتہ جن
 افراد کونسل اتباع و وجہیت سے قرب حاصل ہے (اقرب ہیں جہت واحد
 والے سے اعلیٰ ہیں ارفع ہیں) جو اتباع بڑھکی اہلیت بڑھکی
 اہل بیت کا حامی کون ہے حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا ام المؤمنین بحکم قرآن البنی اولى بالمؤمنین من انفسہم واذ
 واجدا صہا تہد کو اہل بیت ہونیکا فخر و وجہیت سے حاصل ہے بحیثیت
 زوجیت و اتباع جو کمال آپ کو نصیب ہوا وہ کسی دوسرے فرد کا حصہ
 نہیں مگر آپ کو معلوم ہے کہ آپ اس مبارک ہستی پر کیا کیا اتہام لگاتے
 ہیں۔ مؤمن ہونے کا دعوائے کرتے ہیں۔ محبت اہل بیت کے مدعی ہیں
 اور پھر امہات المؤمنین کو زوجہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جدہ حسنین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو والدہ ماجدہ سیدۃ النساء کو گالی گلوچ نکال کر مومنوں
 کی صف میں سرور قمر نام و برج کرانے کے خواہاں ہو۔ کہیں راہ کا میر وی بتر کشتاں
 اصحاب ثلاثہ کو جو کہ عشرہ مبشرین میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم و
 رضو عنہ کی سند لئے ہوئے ہیں۔ السالقیون الاولون من المهاجرین
 میں سے ہیں۔ اتباع رسول میں مال و جان خویش و اقارب قرآن کر دئے گالی
 دینا تھا۔ ایمان ہے۔ یہود سے پوچھو کہ تمہارے نزدیک سب سے اچھا آدمی
 کون ہے۔ کہیں گے کہ اصحاب مومنے نصارے کو کہو تو وہ جواب دیں گے کہ احمق
 سے اچھے ہیں۔ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں سب سے برا انسان
 کون ہے تو جواب دو گے کہ وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے
 مال و جان و وطن عیش و آرام سب رسول اللہ پر قربان کر دئے یہ ہے
 یہود نصارے اور تمہارے ایمان کا میزان۔ دوائے برائیں ایمان۔ منہ سے
 ماں مٹھو عمل نکھٹو۔

شنائے خود بخود گفتن نزیب مرد عاقل را چو زن پستیاں خود مالہ خطوط نفس کے باید
 محال است سعدی کہ راہ صفا نواں رفت جز در پئے مصطفیٰ
 اب تو ذرا گریباں میں منہ ڈال کر دیکھ یعنی کہ اہل بیت کے ساتھ
 کتنی حمایت ہے۔ ذرا اسلاف کی حمایت کا حال بھی ذرا سانس لیں۔
شجاع علی کون تھے۔ کوفہ اور بصرہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے زمانہ میں آباد ہوئے۔ بلکہ اسلامی لشکر گاہ تھے۔ بعد میں شہر بن گئے
 سعد بن ابی وقاص نے بنیاد رکھی کچھ عرصہ وہی حاکم رہے۔ آخر اہل کوفہ کی
 شکایات سے امیر عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ چونکہ اہل کوفہ شریف و فاضل
 پر داز واقع ہوئے تھے کسی حاکم کو وہاں نہ رہنے دیتے تھے۔ اگر حاکم
 سخت گیر ہوتا تو فاسق فاجر بتلاستے۔ نرم کی تحقیر کو تذلیل ان کا شیوہ
 تھا۔ یہاں تک سعد بن ابی وقاص عمار بن یاسر۔ مغیرہ بن شعبہ۔ ابو موسیٰ
 اشعری وغیرہ یکے بعد دیگرے وہاں حکومت کرتے رہے۔ تا خلافت خلفائے
 ثلاثہ دار الخلافہ مدینہ منورہ ہی رہا۔ عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد جب
 لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تو حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی
 طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کی ظاہری زبانِ محبت دیکھ کر رونا
 دار الاقامتہ کوفہ بنایا۔ حضرت علی مرتضیٰ کی صحبت سے ان کی حالت سہل
 تو جاتی۔ لیکن سبائی مذہب کا بیج بویا جا چکا تھا۔ آہستہ آہستہ اس نے
 پھوٹنا شروع کیا۔ جنگ جمل اور صفین میں کوفیوں نے اچھا کام دیا تاہم
 حسب طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ابن ابی حبیبہ ثقیفہ نوازد
 سے خالی نہ تھا۔ اسی طرح حضرت علیؓ کے لشکر میں بھی سبائی کثرت
 سے موجود تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ کو تنگ آکر یہ کہنا پڑا ”مجھ سے
 بیعت کر رکھی ہے۔ پھر مجھ پر حکومت کرنی چاہتے ہو۔ میں تم کو نصیحت
 کرتا ہوں۔ تم متفرق ہو کر بھاگتے ہو۔ میں تمہیں اہل بغاوت و ضلالت

کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں۔ مگر میرا قول تمام نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میں تمہیں اولاد سبائی طرح پرانگندہ دیکھتا ہوں۔ میں تمہیں صبح کے وقت سیدھا کرتا ہوں۔ پھر شام کے وقت ٹیڑھی کمان کی پشت کی طرح ہو کر آتے ہو۔" ترجمہ از پنج البلاغت۔ دوسری جگہ فرمایا ہے "اے اہل کوفہ میں تمہاری تین خصلتوں اور دو خصلتوں کے سبب تم میں مبتلا رہا ہوں۔ حالانکہ تم صاحب گوش ہو۔ مگر امحق کے سننے سے تمہارے کان بہرے ہیں۔ سچی بات میں تمہاری زبان گنگ ہے۔ حالانکہ تم صاحب زبان ہو۔ مگر تم دیکھتے ہو صاحب البصار ہو۔ اور اندھے بنے ہوئے ہو۔ نہ تم دوستوں کی ملاقات کے وقت مردان راست گو ہو۔ اور نہ آزار اور نہ بلاؤں کے وقت موثق اور معتد بھائی تمہارے خاک آلود ہو جائیں۔ تمہاری مثال ان اونٹوں کی طرح ہے جن کے سارے بدن ان سے غائب اور دور ہوں جب وہ ایک طرف جمع ہوتے ہیں تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے عالم میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اگرچہ وہ ضرب کی سختی ہو اور تلوار کی لڑائی گرم ہو جائے تو تم مقابلے میں ہار جاتے والی عورت کی طرح ابن ابی غالب سے علیحدہ ہو کر کشتہ ہو جاؤ گے" ۱۲ ترجمہ از پنج البلاغت۔

یہ ہے وہ تعریف جو آپ کے اسلاف کی شیعیان علی کی زبان علی کی خود حضرت علیؑ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی حضرت علیؑ کا فرمودہ صحیح ہوا۔ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی آپ ہی جیسے مجبور نے ٹھہرایا۔ بیعت کا وعدہ کیا جب وقت آیا۔ "قَالَ اَنَا بَوَّحِي مَا تَعْلَمُونَ اَنِّي اخاف الله رب العالمين" میدان عمل سے بھاگ گئے۔ چوہوں کی طرح بلوں میں جا چھپے۔ مسلم شہید۔ صاحبزادہ عزیز الوطن امام حسین علیہ السلام اور ان کے عیال و رفقاء کا خون ناحق شیعیان علی کی گردن

پنجابی نظم میں مسلم سے خطاب

مسلمانوں کی افسوسناک حالت کے متعلق
(از غلام محمد صاحب خادم رنگریز جموں)

دھونڈتھکان میں تیرے تائیں ہر پتن ہر بندر
اک دن سی کل شاہی تیری حکم تیرا سی جاری
بہت ذلیل توں ہو گیا مسلم ایہہ اسلام بھلا کے
شہر علم بھی تیرا ہے جد باب علم بھی تیرا
کوئی نہیں بینڈی سیٹیں والا نہ کروڑہ اندیشہ
پر افسوس ایہہ حالت اپنی بدل لیتی توں آپے
چھان بھی انگریزی نے اج گھوٹا بھی انگریزی
کنگھا بھی انگریزی اسے اج بوکھا بھی انگریزی
غیراں دے جابنے مقد جھڈ تقلید اسلامی
اپنا دین کرن پئے مردہ زندہ کرن عیسیا یاں
یارب اسان بھلا یا تینوں توں نہ اسان بھلائیں
یا مولا ہن مڑ کے ساتوں ادوہ دکھلا زمانہ
حضرت پاک خالد دے وانگریز اک حافل کرد

نہ توں اوچ تجارت لہجوں نہ کسے محکمے اندر
اج رعایا ہو دن بھتیں بھی تے تھیں بے بیوقوفی
وانگ سیلہاں عاجز ہو یوں مندری ہتھوں گواہ
سورج تیرا چن بھی تیرا پھر کیوں رہے اندھیرا
تو دشمن دی گودی اندر پلدار سیہوں ہمیشہ
وانگ یہو دھناری دے آج شکل تیری پئی خا
وڈا بھی انگریزی یا روجھوٹا بھی انگریزی
عاقل بھی انگریزی یا روشہدے بھی انگریزی
منغورہ آنا محمدی پہنے طوق غلامی
جیوندیاں نور و ون یا رومیاں دہن دہایاں
مردیاں کولوں زندیاں تائیں ٹھٹھے نہ کرائیں
فرجکا دے شمع محمدی مسلم کر پروا نہ
ہوئے کدی آزادا سی بھی بنے نہ سہے بروک

اختر پریس سرگودھا
میں نہایت صاف اور عمدہ لکھائی چھپائی کا کام وقت مقررہ پر

خمسه فارسی

روزگار از من ربلو و آرام را کرد سرگردان من ناکام را
 زان طلبگارم شراب خام را ساقی بر خیز و در ده جام را
 خاک بر سر کن غم ایام را
 می خواهم این متاع سیم دند می خواهم گنج یا قیامت دیگر
 کردم از دل حب دنیا را بدر ساقی بر خیز و در ده جام را
 بر کشم این دلق از رقی فام را
 سینه پر سوزست و چشم خونفشان میدوم به سمت چون دیوانگان
 نیست پروانے تن و ناموس جان گرچه بدنامی ست نزد عاقلان
 مانمخواهیم ننگ و نام را
 نفس ناپاک ست در بند شرور اهل دولت بر غنا باشد فقور
 اهل معنی هست از نخوت فقور با ده در ده چندان پس باو غرور
 خاک بر سر نفس نافر حساب را
 تا محال دین دشمنان جان من غافل انداز گری پنهان من
 شعله از چو دل بریاں من دود آه سینه سوزان من
 سوخت این افسردگان خسام را
 خوش من اغیار من بهمتائے من یار من محبوب من مولائے من
 هم نشین و همدم و آقائے من محرم راز دل مشیدائے من
 کس نمی بینم ز خاص و عام را
 در خیال شاعر می شاعر خوش ست و کمال ساحری ساحر خوش ست
 بر صفائے قلب خود اگر خوش ست با دلا را می مرا خاطر خوش ست

کزدلم یکبار وید و آرام را در آید
 شد خجل از ناز کیهانش سمن در نهواش آید رو گل پیرن
 محشر انگیزد غمناش سن ننگ و دیگر به سرد اندر چمن
 ہر روز وہاں بہر وسیمہ اندام را
 ایمنی ز آسیب دشتی غم مخور بدکنار استا و کشتی غم مخور
 از بلا آواز کشتی غم مخور از سر دنیا گزشتی غم مخور
 خوش بخور ہم خوش بدارایام را
 فزع و عسرت نباشد مستحب پس چو اتمی کمال دم رنج و تعب
 چشم دارد جاوداں بر لطف رب صبر کن حافظ ز سختی روز و شب
 عاقبت روزے بیابی کام را
 دلا پس مامی جید کاو و دکن

رومن سوسانی کی حالت

مضمون ہذا ایک بڑا بڑا ملکی معرفت مومن ہوا تو فریاد سوسانی بھیمہ نقل کرنا جاتا ہے۔
 ایک زمانہ آیا جبکہ اہل روم نے نہایت درجہ کی ترقی کی اور اعلیٰ درجہ
 کی شہرت حاصل کی۔ بہادری میں صفحہ ہستی پر ان کا کوئی ثانی نہ رہا۔
 ملکی میں یہ بڑے عالم تھے۔ مال و دولت کا روم میں کچھ حد و حساب
 نہ رہا۔ اور روم سوسنے کی چڑیا کہلاتا تھا۔ مگر ہر کمالے لازوالے۔ انکی
 دولت مندی کی وجہ سے ان کی سوسانی میں ایسی خرابیاں پیدا ہوئی
 کہ سلطنت روم کی زوال آتے شروع ہو گیا۔

بہت سے خطے ویسے چوتے ہیں جن میں ہر ایک طرح کی بد اخلاقی
 بڑے روم سے پہلے ہی تھی۔ اور ان کی وجہ سے انکی سلطنت کی ترقی میں رکاوٹ تھی۔

طرح کی برائیاں نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔ لیکن شہی کوئی ایسا زمانہ ہوا ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہے۔ بن میں ہر ایک طرح کی برائی اور بد اخلاقی اتنی بے حیائی سے پھیلی ہو چکی کہ روم میں رومن۔ بادشاہوں کے زمانہ میں۔ جتنے کہ یہ عیش و عشرت میں آراستہ ہوتے گئے۔ اتنے ہی یہ طریقہ زندگی میں بد اخلاق ہوتے گئے۔ چنانچہ ایک مصنف لکھتا ہے کہ بد معاشی اپنے انتہا درجہ تک پہنچ گئی تھی اور اس کا یہ خیال تھا کہ ہماری اولاد ان برائیوں کو قبول کر کے تباہ ہو جائیگی۔

روم میں اس وقت اوسط درجے والے آدمی نہیں پائے جاتے تھے یا بہت غریب تھے یا بہت امیر۔ اور ان سب کا سردار گلران بادشاہ تھا جو کہ تمام بدیوں کا ایک مجسمہ تھا۔ اور ہمیشہ ذلیل و بد اخلاق امیروں سے گھیر رہتا تھا۔ اسکے دربار میں وہ رومی دبدبے والے و طاقتور تھے۔ جو کہ پہلے غلام تھے۔ اور غلامی کی حالت سے نکل کر کسی نہ کسی طریقے سے امیر ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب پنج ذات پات کے شخص تھے۔ گویا کہ تمام اشخاص جن کے کہ ہاتھوں میں سلطنت کی باگ تھی بد معاش اور ذلیل تھے۔ پرانا مذہب۔ دیواری سب رفو چکر تھی اور ان کی جگہ باطل پرستی و عیش و عشرت پھیل رہی تھی۔

۱۱) یہ زمانہ تھا جبکہ دولت مندی اور مفلسی نہایت درجہ کی پائی جاتی تھی۔ شاندار محلوں کے ارد گرد ہزاروں فقیر دیگھے جاتے تھے۔ فقروں کی جماعت کے بڑھ جانے کا سبب یہ تھا کہ بہت سے لوگ جو امیروں کے طریقہ زندگی کو نقل کرتے تھے آخر میں غریب ہو جاتے تھے۔ بہت سے سو بجات کی دولت روم میں اٹھی تھی اور دولت مند

ہو من اپنی ضیافتوں پر بے انتہا روپیہ خرچ کرتے تھے صوبیات کے گورنر اپنے صوبوں کو بڑی بری طرح سے لوٹتے تھے۔ اور اپنے گھروں کو بچاتے تھے۔ اور ضیافتوں پر لٹاتے تھے۔ بہت سے ملک اسوجہ سے لوٹے گئے اور بہت سی قومیں اسوجہ سے روندی گئیں کہ موتیوں کو شراب میں ملا کر پیتے۔ اپنی دوسرے درجہ کی پوشاک بزمیروں اور موتیوں سے مرصع کردہ جسکی قیمت سے کم نہ ہو پہنتے۔

(۲) اس زمانہ میں مذہب کوئی تھا ہی نہیں۔ باطل پرستی اور مورت پرستی بہت تھی اور آدمی سب ناشک تھے۔ وہ اپنے دیوی دیوؤں کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ مگر نجھیوں اور رمل جاننے والوں کو بہت مانتے تھے (۳) بڑی عیش و عشرت کا زمانہ تھا۔ اور مرد اور عورتیں ایک دوسرے سے زیادہ عیش کرنے میں کوشش کرتے تھے۔ تمام صوبہ کی آمدنی ہی دعوت پر خرچ کر دیتے تھے۔ پرلے درجے کے وہ قمار باز تھے۔ ایک ایک بازی میں ایک ایک سو پونڈ لگا دیتے تھے۔ لیکن اپنے غلاموں کو وہ بڑی تنگی سے رکھتے اور سرحدی سے بچنے کے لئے ان کو کپڑا تک نہیں دیتے تھے۔ ہر ایک قسم کی پوشاک و خوراک جو کہ دوسروں ملکوں میں پائی جاتی تھی۔ وہ سب کے سب بڑے شہنشاہی سے پہنتے اور کہاتے تھے۔ مچھلیاں اور پرندے بڑے دور دراز ملکوں سے ان کے کھانے کے واسطے آتے تھے۔ اور وہ کھانے کے بعد مشتاق تھے کہ کھاتے تھے اور تے کر دیتے تھے۔ اور پھر کھاتے تھے۔ نتیجہ آخر کار اسکا یہ ہوا کہ وہ زندگی سے مایوس ہی جاتے اور خودکشی کرتے۔ اور خودکشی نہایت درجہ تک ان میں پھیل گئی تھی۔

(۱۴) یہ بڑی بے رحمی کا زمانہ تھا۔ لوگ بڑے ظالم اور سیرحم تھے۔ ٹھیکروں میں اور تماشوں میں بڑی خوبی لڑائیاں کڑوائے اور آدمی درندہوں سے مروا تے تھے۔ غلاموں پر بڑی سختی کی جاتی تھی۔ ان کو ذرا سی غلطی کے واسطے کوڑے اور کوبے کی سلاخوں سے مارا جاتا تھا ایک ہزار غلام ان کے گھر میں بڑی تعداد نہ تھی۔ غلاموں کی موت اور زندگی ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ ایک شام کو روم کا بادشاہ ایک امیر کے گھر کھانا کھا رہا تھا۔ جب کہ ایک غلام کا پاؤں جو کہ ایک بلور کا برتن اٹھائے رہتا تھا پھسل گیا۔ اور وہ گر پڑا اور برتن ٹوٹ گیا۔ غصہ میں آکر امیر نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر پھیلیوں والے حوض میں ڈالا جاوے۔ تاکہ یہ ان کی خوراک بنے۔ غلام دوڑ کر بادشاہ کے پاؤں پر جا پڑا اور اس بات کی درخواست نہیں کی کہ اس کی جان بخشی جاوے۔ کیونکہ اس کی امید تک تھی۔ بلکہ یہ درخواست کی کہ مجھ کو کوئی آسان طریقہ سے مروایا جاوے۔ بادشاہ امیر کی اس حرکت سے حیران اور رنجیدہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ غلام کو چھوڑا جاوے۔ اور ہر ایک برتن اس گھر کا توڑ کر پھیلیوں والے حوض کو پر کیا جاوے۔ عورتیں بھی بڑی سیرحم تھیں کیونکہ وہ بھی اپنے غلاموں پر بڑی سختی کیا کرتی تھیں۔ نتیجہ اس ظلم کا یہ ہوا کہ غلام اپنے مالکوں کے دشمن بن گئے اور جتنے غلام تھے وہ سب کے سب دشمن تھے اور مالک داتا بڑے خوف و خطر رہتے تھے۔ چنانچہ یہ قانون وہاں بن گیا کہ اگر کوئی مالک داتا کسی شخص کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اس کا کوئی نام و نشان معلوم نہ ہوتا تو تمام اسکے غلام بھانسی دے جاتے تھے۔ یہ رومن سوسائٹی کا مختصر سا خلاصہ ہے۔ اور یہ سوسائٹی ایک بڑی بد روک لائندہ تھی جس میں سب قسم کی گندگی مل کر بہتی ہے

ہندوؤں کا مذہبی فلسفہ

میں کیا ہوں۔ یہ دنیا کیا ہے۔ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔ مرکز کہاں جانوں گا۔ زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اسے کس طرح حاصل کیا جائے وغیرہ وغیرہ یہ سوالات ہیں جو ہر ایک انسان کے دل میں طبعی طور پر پیدا ہوتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص کو خواہ وہ امیر ہو یا غریب خواندہ ہو یا ناخواندہ بار بار اپنے دل میں اٹھاتے چاہئیں۔ وہ فلسفہ ہی کیا جو ایسے سوالات کے جوابات دینے سے قاصر ہو۔ اور وہ مذہب ہی کیا جو ان مسائل کو حل نہ کر سکے۔ بلاشبہ مذہب ہو یا فلسفہ ان کی اعلیٰ ترین اکیزگی اور اعلیٰ ترین کمالات کا بلند ترین معراج ان ہی سوالات کا تسلی بخش حل ہے۔ ہم یہاں دکھلائیں گے کہ ویدوں کا دہرم یا فلسفہ ان ضروری مسائل کی نسبت کیا رائے دیتا ہے۔ ہم کٹھن ایشید سے ان بیان کو اخذ کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ۔

”روح کو سوار، جسم کو گاڑی، عقل کو من کو باگ اندریوں گھوڑے اور محسوسات کو راستے سمجھو“

جو عقل سلیم نہ رکھتا ہو۔ جس کا من بے قابو ہو۔ اس کی اندریاں منہ زور گھوڑوں کی طرح بے قابو ہو جاتی ہیں۔ مگر جو عقل سلیم رکھتا ہو اور جس کا من ہو اسکی اندریاں سدھائے ہوئے گھوڑوں کی طرح تابع فرمان رہتی ہیں۔ لیکن برعکس اس کے جو لذات دنیوی کا شہید ہو وہ زندگی کے مدعا کو نہیں پاسکتا۔ اور جو لذات سے دست بردار ہو گیا ہو وہ آخری نتیجے تک جا پہنچتا ہے۔ اسی طرح جس گاڑی کا کو حیوان علم سے بہرہ ور ہو اور ہوشیار رہے

وہ منزل مقصود تک اپنی گاڑی کو لے جاتا ہے۔ یعنی وصال حق کا رتبہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی جس طرح گھوڑے گاڑی کو چلاتے ہیں اندریاں جسم کو چلاتی ہیں۔ پس جسم کا تعلق اندریوں کے ساتھ گاڑی اور گھوڑے کا سا ہے۔ من کا حواس سے وہی تعلق ہے۔ جو باگوں اور گھوڑوں کا۔ کیونکہ عقل کا من سے وہی تعلق ہے۔ جو کہ کو چبان کا باگوں سے اور عقل کا روح سے ایسا ہے جو نوکریا کو چبان کا اپنے آقا یا سوار سے۔ روح کا پر ماتما کے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا جاتری کا زیارت گاہ کے ساتھ۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ دنیا کیا ہے؟ بڑا گھٹنا جنگل جس میں سے ہو کر انسان کو حق کی طرف جانا پڑتا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ یہ مضبوط دل جو اندریوں پر قابو یافتہ ہو تمام خراب اور ناقص جذبات کو پامال کر سکے اور باوجود جا بجا کی ترغیبوں کے اپنے راستے کو نہ چھوڑے منزل مقصود تک جا پہنچتا ہے۔ ایک جگہ اور یہ نصیحت ہے۔ کہ دانشمند کو چاہئے کہ اندریوں کو من کے بدہ کو روح کو پر ماتما کے ماتحت رکھے کیونکہ ایسے ہی لوگ حیات دائمی کو پاتے ہیں۔ اٹھو ہو شیار ہو جاؤ اور نیکی کی طرف آؤ۔ عارفوں کے پاس جا کر علم حقیقی حاصل کرو۔ کیونکہ یہ راستہ استرے کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اور اس پر چلنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ وغیرہ

آتما نام بی اسے

ضروری اطلاع پر چہرہ انگریزی ماحلی ہا تاریخ کو سرگودہ سے ڈاک میں قاعدہ روانہ کیا جاتا ہے جس صاحب کو نہ ملے۔ ہا تاریخ تک اطلاع دیں ورنہ دفتر ذمہ دہر نہ ہوگا

دیہرا

سیال شریف میں عرس مبارک

مورخہ یکم و ۲ رجب ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۴ - ۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء بمقام
سیال شریف اعلیٰ حضرت اشرف الاولیاء حضرت خواجہ محمد دین قدس سرہ
الاعتریز کا عرس مبارک نہایت تنک و احتشام سے منعقد ہوا۔ مجالس عرس
نہایت رونق سے منعقد ہوتی رہیں۔ مورخہ ۲ رجب کو بنگلہ میں بعد از حضرت
قبرہ عالم سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی اکابرین علماء و مشائخ کا ایک
خاص مشاورتی جلسہ منعقد ہوا۔ پچاس کے قریب چیدہ اشخاص موجود
تھے۔ مولانا مولوی محمد حسین صاحب نے کھڑے ہو کر مسنونہ کے بعد العلوم
دینیہ سیال شریف کی نازک حالت کا ذکر کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ
مدرسہ کی ترقی اور بہبودی کی طرف پوری توجہ مبذول کی جاوے۔ ورنہ
بجائے موجودہ اسکا وجود اور عدم وجود ہوا ہے۔ باہمی تبادلہ خیالات
اور غور و خوض کے بعد ایک مجلس منتظمہ قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔ چنانچہ
مجلس کے دستور اساسی قواعد و ضوابط وضع کئے گئے۔ اور مندرجہ ذیل
عہدہ داران و ارکان کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر سرپرست۔ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم حضور لامع النور سجادہ نشین ضیاء الامم برکاتہم

ناظم۔ حضرت حافظ صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب سیالوی

امین۔ صاحبزادہ محمد قمر الدین صاحب

محاسب۔ مولوی غلام رسول صاحب نیچر کورٹ آف وارڈز مٹھ ٹوانہ و تکریم

اراکین۔ ابوالببرکات صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب۔ سجادہ نشین

جلال پور شریف۔ مولانا حافظ محمد حسین صاحب سجادہ نشین مروت شریف

مولانا مولوی محمود صاحب۔ مولانا احمد دین صاحب گانوی

مولانا مولوی محمد حسین صاحب صدر مدرس دارالعلوم، نواب سر ملک
خدا بخش خالصا صاحب ٹوانہ بالقابہ، خان بہادر میاں محمد حیات صاحب
قریشی سی آئی ای، ملک محمد مظفر خاں صاحب بھجڑ رئیس وال بھجڑان
ممبر تحریک بلوچ کونسل پنجاب، راجہ رحیم اللہ خاں صاحب رئیس اعظم دارالعلوم
ضلع جہلم، ملا امیر حیدر خاں صاحب رئیس کفری۔

فہرست معاونین۔ مل سدا صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب سیالوی
نواب سید مہر شاہ صاحب جنرل ایوری، مولانا مولوی ظہور احمد صاحب
بگوی، خان عبدالستار خان صاحب، بیڈھ، ملک احمد صاحب ساکن
چک نمبر ۵۸۸، پیر امیر شاہ صاحب ساکن بھیرہ، ڈاکٹر رفیع وڑال دین صاحب
ملک جہاں خان صاحب رئیس کھنڈہ، ملک محمد نیاں خاں صاحب
سید امیر شاہ صاحب ساکن سلوگے، مولوی محمد ذاکر صاحب ساکن محمدی
ملک شاہ محمد صاحب تہدار و رئیس چک نمبر ۱۷، ملکی، سیر من صاحب
بھجڑ، ملک خدایا خاں بھجڑ، ملک شیر محمد خان صاحب نمبر دار چک نمبر ۲۹
شٹانی، پیر طاہر محمد صاحب ساکن پیر کپاما، کرم داد خاں صاحب رئیس
عیسی خیل، سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب ساکن محمدی، ملک سلطان
خاں صاحب رسالدار پشتر بھوکہ، مولوی شمس الدین صاحب میونسپل
کشنر ساہی وال۔

معاونین کا فرض ہوگا کہ وہ دارالعلوم کے لئے فراہمی سرمایہ کا کام
کیوں کر ادا کریں مجلس منتظمہ کے ذمہ جملہ انتظام داخل و خارج و نصاب تعلیم
وغیرہ ہوگا۔ سال بھر میں دو دفعہ مجلس کا انعقاد فروری ہوگا اور مجلس
کے ارکان سلسلہ چشتیہ کے اراکمندان میں سے عرس مبارک کی مجلس عام
میں انتخاب ہوا کرتے اراکین میں سے ۵ طبقہ علما اور ۵ طبقہ رؤسا
سے ہوا کرتے۔

سے ہوا کریں گے۔

مندرجہ ذیل حضرات نے تفصیل ذیل مستقل رسالہ مقرر فرما کر ریاضی کا ثبوت دیا
عالیجناب نواب سر ملک خدا بخش خاں صاحب ٹوانہ بالقاہیہ امرتسرہ ارانی نہری نرند
موضع ساہی وال کی آمدنی ہمیشہ کے لئے دارالعلوم کے اخراجات کے لئے وقف
کردی۔ اس جائیداد کے منتظم میاں محمد حیات صاحب قریشی رئیس اعظم
صاحبو وال مقرر کئے گئے۔

۱۔ ان بہادر میاں محمد حیات صاحب قریشی سی آئی ای رئیس اعظم صاحبو وال
مار لاٹھ روپیہ۔ راجہ رحیم اللہ خاں صاحب رئیس اعظم داراپور روپیہ ۵۳
روپیہ۔ ملک شیر محمد صاحب نمبر وار چک نمبر ۱۵ شمالی ۵۵۔ مولوی احمد دین قضا
گاکوئی لکھ۔ ملک سلطان خاں صاحب ہموکہ ۵۵۔ سید گلاب شاہ صاحب
۵۵۔ پیر امیر شاہ صاحب ساکن بھیرہ ۵۵۔ ملک محمد دماں خاں صاحب
۵۵۔ مولوی شمس الدین صاحب ساکن ساہی وال ۵۵۔ مولانا مولوی محمد علی
صاحب بگوی لکھ۔ سید محمد صدیق صاحب لکھ لکھ۔ ملک احمد صاحب
لکھ۔ یعقوب خاں صاحب چک نمبر ۱۵ لکھ۔ عبدالستار خاں صاحب
بیدرد لکھ۔ ڈاکٹر فیروز الدین صاحب لکھ۔ ملک شاہ محمد صاحب
نمبر وار لکھ۔ ملک فتح محمد ٹوانہ۔ لکھ۔ صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب
۵۵۔ ملک سید رسول صاحب رادھن ۵۵۔ پیر طاہر محمد صاحب ۵۵
مولانا حافظ محمد حسین صاحب مولوی ۵۵۔ میاں اللہ یار خاں صاحب
۵۵۔ میاں عبدالغفور صاحب ساکن محمدی ۵۵۔ سلطان محمد سبھرائے
میاں ناصر دین اعوان ۵۵۔ عطا محمد صاحب چک نمبر ۱۵ شمالی ڈاکٹران
سلطانوالی ۵۵۔ میاں عبدالحمید صاحب کفری ۵۵۔ ملک سردار خاں اعوان
کفری ۵۵۔ مولوی غلام محی الدین صاحب رادھن ۵۵۔ سید غلام رفیع
شاہ صاحب ساکن محمدی ۵۵۔ ملک احمد صاحب سبھرائے ۵۵۔ رائے احمد

صاحب لائی ساکن کو طرہ فتح خان ع۔ صاحب احمد خاں صاحب ٹوانہ ہوکر
 ع۔ سلطان ولد حاکم چک نمبر ۲ ع۔ میاں غلام محمد صاحب کنڈلان
 ع۔ منشی فضل دین صاحب چک نمبر ۲۰۹ ع۔ کیرم بخش صاحب
 گوئندل ع۔ شمس الدین صاحب ساکن موئہ ڈیپو ع۔
 غرض اسی طرح اور کئی حضرات نے سالانہ رقوم بطور ادا و معین فرمائیں
 اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کا ذخیرہ میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین
 ماہ شوال المکرم ۱۳۴۷ھ سے دارالعلوم کے نئے سال کا افتتاح ہو گا۔ کم
 از کم تین مدرسین کے وظائف اور ساٹھ طلبہ کے اخراجات رہائش خراب
 کتب۔ تیل اور ناواری طلبہ کے لئے پوشاک کا انتظام ہونا ضروری ہے
 پانچ سو روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ برداشت کر لینے کے لئے بہت
 بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ یارانِ طریقت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں
 کو عموماً پوری بہت سے اس کام کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

ذکر حبیب۔ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین صاحب چال شریف مورخہ ۲۲ جنوری
 ۱۳۴۷ھ کو چاچر شریف بموقع عرس حضرت زبدۃ العاشقین مولانا محمد فضل الدین
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تھے وہاں سے ۲۲ جنوری کو بمقام سرگودھا
 تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں علاقہ بار کے یارانِ طریقت کے اصرار سے مرولیا نوالہ
 گڑھی کالا۔ چک میانہ۔ من ولس۔ میلو وال چک نمبر ۱۸ شمالی اور موئہ ڈیپو
 سے ہوتے ہوئے، فروری کو دوبارہ سیال شریف تشریف فرما ہوئے۔
 گڑھی کالا میں حضرت مولانا عبد الباقی صاحب مرحوم کی فاتحہ خوانی کی
 رسم ادا کی گئی۔ اس سفر میں صاحبزادہ حافظ محمد حسین صاحب سجادہ نشین
 مرولیہ شریف اور مولانا مولوی احمد دین صاحب گانگوی حضور کے ہمراہ رہے
 دینچرا

کُلُّ من علیہا فان وفات حسرت آیات

ہنایت دہلی ربیع و قح سے تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ قوم کبہ کی دوسرے تاج و معزز
ہستیاں کچ اپنے عزیز واقارب اور احباب کو پے درپے داغ جدائی دے
چکے ہیں۔ ملک حکیم احمد خاں صاحب کبہ رئیس موضع سدا کبہ اور ملک
محمد عباس خاں صاحب تحصیلدار منٹرو رئیس سدا کبہ کی وفات نے ایک
بہت بڑی کمی پیدا کر دی ہے۔ جبکہ پورا ہونا محال نظر آ رہا ہے۔ مرحومین
صدائش صفت۔ صوفی منش۔ مرغ و مرغیاں پالنے کی عمر سیدہ بزرگ
تھے۔ اس سلسلہ حقیقیہ میں حضرت پیر حیدر شاہ صاحب جلال پوری رحمت
مفت علیہ کے ارادتندان میں سے تھے۔ وہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار
رحمت میں جگہ دے اور سپہاندگان کو صبر جمیل اور اتباع کی توفیق عطا
فرمائے۔ قوم کبہ اس وقت تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ کیا
دونہا لان قوم کبہ اپنی حالت سد ہارنے کی کوشش نہیں کریں گے
علما و مشائخ کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی اس جماعت کو ذلت و خوار
اور تباہی سے بچائیں۔ ہمیں جناب ملک خدا بخش خاں صاحب ملک
اللہ بخش صاحب۔ ملک یوسف خاں۔ جناب فضلہ احمد خاں صاحب
دیگر سپہاندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم ان کی خدمت میں یہ
درخواست کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے عزیز واقارب کی دینی
افتہ آدمی سے شرعی اور اخلاقی اصلاح کریں۔ باہمی تعاون و اشتراک
عمل ہی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ امید ہے کہ درود دل سے نکلے ہوئے
یہ اتفاق کچھ نہ کچھ اثر کرے گا۔

قطرہ تاریخ و قات

از مولوی حکیم عبدالرسول صاحب کھروی

رئیس و متقی مقبول یزدان
 مطیع شرع احمد از دل و جان
 لبیب مقتدا سے رمز فیما بین
 ولی اللہ چشتی اہل عسکران
 اعزہ را از فرقت کرد حیران
 شدہ رخصت زد و بنا دار و وفان
 بکرم حق شدہ لبیک گو یان
 شدہ اہل تعلق سینہ بریان
 برادر خور داد و ذی عزت الشان
 شدہ راحل عزیزان دیدہ گریان
 ولی نامور صبر اند اہل ایمان
 نمزدہ امر سیفی با غم جان
 بخت شاد بادار و ارج الیشان

جناب شیخ احمد خان ذی شان
 منیب حضرت حق و رتقم
 طبیب کامل التشخیص حافق
 مرید پیر حیدر شاہ نامی
 ہزارا فسوس ناگاہ کرد رحلت
 بہ بخت و سوم از صفا المظفر
 شنیدہ نفس او چوں ارجعی را
 مصیبت دیگر آمد بعد فوتش
 پیش عباس خاں عالی مناب
 بتاریخ میوم رجب المرجب
 مصیبت فقد شان گرچہ عظیم است
 پی سن وفات آن اعزہ
 بگفتا عبد ہم از دل و عا کرد

سنہ ۱۳۴۶ ہجری

مفت حاصل کریں جو صاحب رسالہ ہذا کا ایک نمبر پیار و نیکی کے ساتھ ان کو
 کا کٹ برائے خرچ ڈاک بھیجنے پر رسالہ سماع الہیہ کے ساتھ ارسال ہوگا

دیوبند

مجربات

اب سے ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ رسالہ کو طبیوں اور مرصیوں کیلئے بھی مفید ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بلیک بہت سے نا تجرب کار اور نا اہل لوگوں کے دام فریب کی شکار ہو رہی ہے۔ اور غلط آوارہ اور مضر نسخوں میں اپنا سرمایہ اور وقت ضائع کر رہی ہے۔ جس سے بچانا ہم اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور اپنے خیر خواہوں سے اس اہم فرض کی اطلاع دینا اور امداد کے ملتی ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ رسالہ کے لئے صرف وہی نسخے اور طبی مشورے بھیجے جاویں۔ جو کہ ان کے تجربہ میں اگر کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ سر دست ہم اپنے ہاں سے ذیل میں بے خطا چند مجربات چرچ کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ان سے فائدہ حاصل

ڈاکٹر

کرنے کی سعی کی جاوے گی

۱۱) حریر کے برائے نزلہ و زکام و سرفہ خشک و ضعف دماغ مفید ہے
مغز بادام - تخم خشتا ش - دانہ گندم - مغز کرد - مغز خیارین - جملہ ادویہ
التولہ ۱. تولہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ

کورات پانی میں تر رکھیں۔ صبح گھونگر لٹاف کر کے رکھیں۔ دو تولہ
روغن زرد گرم کر کے ملا لیں۔ اور لصف پاؤ تازہ ڈالکر جوش دیں
جب غلیظ ہو جاوے۔ قند سفید ملا کر پی لیں۔ تین چار دفعہ کے عمل
سے ہی از حد فائدہ ظاہر ہوتا ہے۔

۱۲) حلوا کہ برائے نزلہ و زکام۔ جنون و مایخولیا۔ صداع و شقیقہ
ضعف دماغ و ضعف ہنرافت بدن و سرفہ مفید ہے۔ قند سفید
التولہ ۱۰

روغن زرد۔ میدہ گندم۔ تخم خشخاش۔ مغز بادام۔ مغز کدو۔ مغز تاجیل
 ۵ تولہ ۵ تولہ ۲ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ
 مغز بستیہ۔ الائچی کلاں۔ زعفران۔ چوب چینی۔ دارچینی۔ ورق نعروہ
 ۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۵ عدد
 سب سے پہلے تخم خشخاش گھوٹ کر اس کا شیرہ نکال کر قند سفید اور باقی
 ادویہ کوٹ کر اس میں ملا کر چوش دیں اس کے بعد میدہ گندم روغن
 زرد میں بھونکر مندرجہ بالا شیرہ اس میں ڈال دیں اور حلوا بنالیں اس
 کے بعد ورق ملا کر نوش کریں۔ دو تین ہفتہ کافی ہے۔

ضروری گذارش۔ رسالہ ہذا ماہ جون ۱۹۲۵ء سے جاری ہے۔ اب تک آٹھ ماہ
 کے پرچے شائع ہو چکے ہیں۔ رسائل و اخبارات اکثر حکمہ ڈاک کے کارپروازوں کی غفلت
 سے چرائے جاتے ہیں۔ اکثر کوئی خریداروں سے عرصہ سیال شریعت کے موقع
 پر ملنے کا اتفاق ہوا جنہوں نے پرچے موصول نہونے کی شکایت کی۔ تمام
 خریداران سے التماس ہے کہ وہ قواعد مندرجہ سرورق غور سے ملاحظہ
 کریں۔ رسالہ ہر آٹھ مہینہ کی ۵ مارک کو سہ ماہ سے باقاعدہ ڈاک میں روانہ
 کیا جاتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملے تو انہیں چاہئے کہ دو ہفتہ کے اندر اطلاع
 دیا کریں۔ دوبارہ رسالہ بھیج دیا جائے گا۔ بعد ازاں کسی کو شکایت کرنے کا
 حق نہ ہو گا۔ جون ۱۹۲۵ء سے جنوری ۱۹۲۶ء تک کے پرچوں میں سے جس خریدار
 کے پاس کوئی پرچہ موجود نہ ہو وہ اپنی پرچہ کے حساب سے خرچ ڈاک کی ایسے ٹکٹ
 بھیج کر حاصل کر سکتا ہے۔ رسالہ کارمیسٹر ڈائل نمبر ۱۸۵۵ ہے۔ یہ نمبر خریداری
 نہیں ہے۔ نمبر خریداری پتہ کے اوپر قلمی لکھا ہوتا ہے۔ خط و کتابت کے
 لئے ہر خریدار کو نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دینا چاہئے۔

مختصر

اغراض و مقاصد

(۱) تبلیغ حق اور اشاعت اسلام کی خدمت بجالانا۔ نیز مسلمانوں کو ان کی اندرونی خرابیوں اور خلاف شرع رسومات و بدعات سے متنبہ کرنا۔

(۲) صوفیائے کرام کی نمائندگی کرتے ہوئے اشاعت تصوف کرنا۔ تمام مسلمانوں خصوصاً غلامانِ بیسریال کے درمیان رشتہ اخوت محبت و تعلق قائم رکھنا۔

(۳) مخالفین اسلام کو مدلل جواب دے کر تمام ادیان و مذاہب پر اسلام کو افضل ثابت کرنا۔

(۴) ملتِ صالحین کے سوا سچ و حالات قوم کے سامنے پیش کرتے ہوئے انکی تقلید پر ابادہ کرنا۔

(۵) مسلمانوں کی معاشرتی، اقتصادی، تعلیمی، تمدنی، دینی حالت کی اصلاح کے لئے مفید مطلب مضامین شائع کرنا۔

مضمون نگار حضرات کے ایسے مضامین جو رسالہ ہذا کے اغراض و مقاصد کے مطابق ہوں شکریہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت سالانہ عا مقرر ہے۔ مگر جو صاحبِ پانچ روپیہ یا اس سے زائد رقم بطور امداد عطا فرما ہیں وہ معاون خاص تصور ہوتے ہیں۔ طلباء مدارس کے لئے رعایتی قیمت سالانہ عا مقرر ہے۔

(۲) قیمت بہر حال پیشگی بذریعہ منی آرڈر آنی چاہئے۔ وی پی میں رجسٹری پر نام زائد ہوتے ہیں۔ بعض حضرات وی پی واپس کر دیتے ہیں اس وقت کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۳) جواب طلب امداد کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ دفتر جواب کا ذمہ وار نہ ہوگا۔

(۴) نمونہ کا پرچہ مفت نہیں بھیجا جاتا۔ سہرے کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

(۵) پرچہ دفتر سے ہر گز ہفت روزہ کی ۵ تاریخ کو روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے ٹکٹ تو بہر تاریخ تک اطلاع دیں ورنہ بعد ازاں دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔

(۶) پتہ کی تبدیلی کے متعلق فوراً اطلاع دینی چاہئے اور خط و کتابت کے وقت قریب یاد رہے جو چٹ پر قلمی لکھا ہوتا ہے کا حوالہ ضرور لکھنا چاہئے۔

(۷) مضمون نگار حضرات اپنے مضامین ہر ماہ کی ۵ تاریخ سے پہلے بھیج دیا کریں ورنہ وجہ نہ ہوگی۔

ستی باریت اور عمدہ کتب کا ذخیرہ۔

سماع الابرار والفجار مولف حضرت مولانا مولوی احمد الدین صاحب گانگوی حجم ۸ صفحہ
یہ کتاب مولانا ممدوح نے پایا اعلیٰ حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف تحریر فرما کر
مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے مولانا ممدوح نے کتاب میں مندرجہ معارف پر نہایت
محققانہ بحث کرتے ہوئے مخالفین کے دلائل کا الیادندان شکن جواب دیا ہے کہ آج تک
کسی کو تردید کی جرات نہیں ہو سکتی۔ حدیث شریف۔ اشارہ اقبال۔ محدثین و فقہاء و مؤرخ
اس مسئلہ کے متعلق معلومات کے دریا کو ایک کونہ میں بند کر دیا۔ ملک بھر کے جدید و معتدلات
نے اس پر عمدہ ریلوئے کئے ہیں۔ خاندانِ حنیفہ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں سے ہر
شخص کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ معترفین کے فریب سے محفوظ
رہیں۔ قیمت ۸

مختصر ستال خیال مولف مولانا غلام دستگیر خاں صاحب بجنور۔ بجنور صاحب کے عمدہ
کلام نظم و نثر کا مجموعہ ہے۔ شائقین کلام بجنور کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت ۱۲ آدھ (۸)

سلسلہ حنیفہ نظامیہ سلیمانیہ شمسینہ منظوم اردو۔ از مولانا مولوی محمد مجید صاحب دین پوری
اس سلسلہ میں عالم کر خاں حضرت سیالوی تک کہ اسماء و بیچ ہیں قیمت ۱۲
الوار شمسینہ۔ سوانح عمری حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ العزیزہ قیمت
محبوب سیال۔ یعنی مجموعہ حالات۔ کرامات۔ ملفوظات وغیرہ اعلیٰ حضرت اشرف
الاولیاء حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ از مولانا غلام دستگیر
صاحب بجنور قیمت ۱۲

لئے کاپی

منیر سالہ شمس الاسلام سرگودھا

اغراض و مقاصد

(۱) تبلیغ حق اور اشاعت اسلام کی خدمت میں لانا۔ نیز مسلمانوں کو ان کی اندرونی خرابیوں اور خلافت شرع، رسومات و بدعات سے تنہ کرنا۔

(۲) صوفیائے کرام کی تعلیم و تربیت میں اشاعت تصوف کرنا۔ تمام مسلمانوں خصوصاً

غلامانِ پیر سیال کے درمیان رشتہ اخوت، محبت و تعلق قائم رکھنا

(۳) مخالفین اسلام کو مدلل جواب دیکر عام ادیان و مذاہب پر اسلام کو افضل ثابت کرنا

(۴) سلف صالحین کے سونچ و حالات قوم کے سامنے پیش کرتے ہوئے انکی تقلید پر آمادہ کرنا

(۵) مسلمان کی معاشرتی، اقتصادی، تعلیمی، تمدنی حالت کی اصلاح کے لئے مفید

مطلب مضامین شایع کرنا۔

مضمون نگار حضرات کے لیے مضامین جو رسالہ ہذا کے اغراض و مقاصد کے مطابق

شکر یہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت سالانہ پندرہ روپے مگر جو صاحبِ پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بطور امداد عطا فرما

ہیں وہ معاون خاص تصور ہوتے ہیں۔ طلباء اس کیلئے رعایتی قیمت سالانہ پندرہ روپے۔

(۲) قیمت ہر حال پیشگی بذریعہ منی آرڈر آنی چاہئے۔ وی بی میں ڈبھری پر ازنا بد ضرر ہے۔

بعض حضرات وی بی واپس کر دیتے ہیں اس سے دفتر کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ دفتر جواب کا ذمہ وار نہ ہوگا

(۴) نمونہ کا پرچہ مفت نہیں بھیجا جاتا۔ سر کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

(۵) پرچہ دفتر سے ہر انگریزی ماہ کی ۵ تاریخ کو روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہ ملے

تو ۵ تاریخ تک اطلاع دیں ورنہ بعد ازاں دفتر ذمہ وار نہ ہوگا

(۶) پتہ کی تبدیلی کے متعلق فوراً اطلاع دینی چاہئے اور خط و کتابت کے وقت بذریعہ

جو پتہ پر نقلی لکھا ہوتا ہے۔ کا حوالہ ضرور لکھنا چاہئے

(۷) مضمون نگار حضرات اپنے مضامین میں ہر ماہ کی ۵ تاریخ سے پہلے بھیج دیں ورنہ درج